پاس شاہد و بینہ نہیں ہے اسلئے اب اس کے حق کے ثبوت پر کوئی حجت اور دلیل نہیں ہے اور نہ کوئی دوسری صورت یا چیز ہی ایسی ہے جس سے وہ اپنا حق اور مدعا ثابت کر سکے اور ایسی حالت میں یا تو اس کا دعویٰ باطل و خارج کر دیا جائیگا یا مدعا علیہ حلف اٹھا کر اپنے موافق فیصلہ کرالیگا اور ان دونوں صورتوں میں مدعی اپنے حق سے محروم ہو جاتا ہے لہٰذا مدعا علیہ پر قسم رکھی گئی تاکہ نزاع کا بھی خاتمہ ہو جائے اور حق والے کو اس کا حق ملجائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا یقطع احد مالا بیمین الا لقی اللہ وھو اجذم، وغیرہ فرمان واجب الایقان سنا کر ظلم و تعدی اور ناحق دوسرے کا مال کھانے سے ڈرایا ہے اس سے متقی اور اللہ کا خوف دل میں رکھنے والا شخص کبھی دوسرے کا مال ناحق لینے کی جرأت نہیں کر سکیگا۔ پس مدعا علیہ کی قسم پر فیصلہ بھی کوئی قابل اعتراض نہیں۔"

تنبیہ۔ چونکہ مذاکرہ ہذا میں مدعا علیہ کے یمین و حلف کا ذکر ہے اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ مدعی کے حلف کا بھی ذکر کر دیں اور اسی لئے ہم نے اوپر اشارہ بھی کیا ہے ہم نے اوپر لکھا ہے کہ "اگر مدعی کے پاس دو گواہ یا دو گواہوں کا قائم مقام موجود نہ ہو" تو اس سے اشارہ ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک آئین و قانون کی طرف جو آپ نے مقرر فرمایا ہے وہ یہ کہ اگر مدعی کے پاس صرف ایک ہی شاہد موجود ہو تو اس صورت میں دوسرے شاہد کے عوض مدعی سے قسم لیکر فیصلہ کیا جائے چنانچہ صحیح مسلم وغیرہ میں مروی ہے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قضی بیمین و شاھد (مسلم وغیرہ) ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قسم اور ایک شاہد کے ساتھ (مقدمہ) فیصل کیا۔"

نواب صدیق حسن صاحب السراج الوہاج میں لکھتے ہیں قال جمہور العلماء من الصحابۃ والتابعین ومن بعدھم من علماء الامصار یقضی بشاھد ویمین المدعی فی الاموال وما یقصد بہا الاموال وبہ قال ابوبکر الصدیق وعلی وعمر بن عبدالعزیز ومالک والشافعی واحمد وفقہاء المدینۃ وسائر علماء الحجاز ومعظم علماء الامصار انتہی، یعنی صحابہ و تابعین اور ان کے بعد کے لوگ قائل ہیں کہ مدعی کی قسم اور ایک گواہ کے ساتھ اموال اور ایسی شے میں جس سے اموال حاصل کرنا مقصود ہو فیصلہ کرنا جائز ہے ابوبکر صدیق علی مرتضیٰ عمر بن عبدالعزیز امام مالک شافعی و احمد اور فقہاء مدینہ اور تمام علماء حجاز و اکثر علماء امصار اس کے قائل ہیں (رضی اللہ عنہم) تفصیل فتح الباری اور نیل الاوطار اور شرح مسلم للنووی وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ فقط

اناجیل اربعہ پر ایک نظر

(از مولوی عبدالجلیل صاحب متعلم دارالحدیث رحمانیہ دہلی)

اس دور ضلالت میں جبکہ عیسائیت کا سیلاب مذہب اسلام کو خس و خاشاک کی طرح بہا لیجانے کیلئے موجزن ہے

اور ایسے پرفتن زمانے میں جبکہ کفر والحاد۔ دہریت اور زندقہ کی بجلیاں خرمن اسلام کو خاکستر بنا رہی ہیں ضرورت تھی کہ قومی اخبارات اور جرائد اسلامیہ اس بڑھتے ہوئے روزافزوں فتنہ کے انسداد کیلئے مفید ترین لائحہ عمل تیار کرتے اور اس حقیقت کو طشت ازبام کرنیکی کوشش کرتے کہ فرقہ باطلہ مسیحیہ کے تمام عقائد دینی نہایت ہی لچر ہیں اور ان کی تمام کتب "مقدسہ" تحریفات۔ اختلافات اور مناقضات سے پر ہیں اور ایک کتاب بھی ایسی نہیں جس پر کسی مذہب صادق کی بنیاد رکھی جاسکے اور ان میں کوئی کتاب نہیں جو تناقض کی ژولیدگی سے پاک ہو۔ اگرچہ ضرورت داعی ہے کہ "افرکیس" اور "رسائل قانونیہ" وغیرہ جیسی دیگر تمام کتب مقدسہ پر تنقیدی نظر ڈالتے ہوئے عوام کو مسیحی دام تزویر سے بچایا جائے مگر عدیم الفرصتی اس وسیع میدان میں قدم رکھنے سے مانع ہے۔ اسلئے اس سلسلہ کی ایک کڑی "اناجیل اربعہ" پر نہایت اجمالی بحث کی جاتی ہے۔ نیز اس ایک ہی شق کے اختیار کرنیکی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ کتب اربعہ قدامت وصداقت اور عظمت وجلالت کے اندر مسیحی دنیا میں بے نظیر مانی گئی ہیں اسلئے ہم اپنے ناظرین کو انھیں اناجیل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے بقیہ کتب مسیحیہ کو انھیں پر قیاس کرنیکی تلقین کرتے ہوئے اصل مقصد کی طرف آنا چاہتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

اناجیل اربعہ" کی تحریفات۔ مناقضات اور اختلافات مضامین کو دیکھکر ہر ذی بصیرت کیلئے یہ فیصلہ کرنا آسان ہو جاتا ہے کہ یہ مجموعہ اناجیل محض اکاذیب واباطیل کا ایک ایسا قدیمی ذخیرہ ہے جسے محض ان کے مصنفین کی ذہنی کاوشوں کا نتیجہ کہا جاسکتا ہے۔ انہی اختلافات اور تناقض وتضاد کو دیکھکر "آدم کلارک" "بارن" اور "نورٹن" جیسے انجیل کے فضلاء شارحین نے صاف لفظوں میں اقرار کرلیا کہ ان کے مضامین میں توفیق وتطبیق کی کوئی صورت ممکن نہیں ہم اناجیل......

اربعہ اور ان کے مصنفین کا مختصر تعارف کرانا چاہتے ہیں تاکہ "ناظرین" "محدث" کیلئے ہر ایک کے اختلاف مضامین کا سمجھنا آسان ہو جائے اور ان کے باہمی تناقض وتضاد کی اصلی حقیقت سامنے آجائے اور کسی تشنۂ تحقیق کیلئے کوئی دقیقہ سوال کا باقی نہ رہے۔ عیسائیوں کے تمام فرقے "اریوسیہ" "نسطوریہ" "یعقوبیہ" "مارونیہ" "بولقانیہ" وغیرہم سب اسبات کے قائل ہیں کہ "انجیل متی" "انجیل مرقس" "انجیل لوقا" "انجیل یوحنا" یہ سب اناجیل اپنے اپنے مصنفین ہی کیطرف منسوب ہیں اور ایک بھی منزل من اللہ نہیں جو مسیح علیہ السلام پر آسمان سے نازل ہوئی ہو بلکہ ان کے فاضل مصنفین نے روح القدس کی امداد اور سروش سماوی کی نصرت غیبی سے ان کتابوں کو تصنیف کیا تھا۔ اناجیل میں پہلی کتاب انجیل متی ہے جسکو "متی لاوانی" نے بلاد شام کے مشہور شہر یہوذا میں مسیح علیہ السلام کے آسمان پر چلے جانیکے نو سال بعد بزبان عبرانی تقریباً اٹھائیس ورقوں میں لکھا تھا مگر آج یہ عبرانی نسخہ دنیا سے ناپید ہے ہاں ایک یونانی ترجمہ موجود ہے مگر کوئی عیسائی حتمی طور پر یہ دعویٰ نہیں کرسکتا کہ یہ ترجمہ کس کا ہے اور فلاں سنہ میں ترجمہ کیا گیا "جیروم" جو افاضل قدماء میں سے ہے اسے بھی اسبات کا اقرار ہے کہ بسند صحیح مترجم کا پتہ نہیں "میزان الحق" کا مولف مشہور مناظر پادری فنڈر بھی مترجم تک سند بیان کرنے سے عاجز ہے چنانچہ لکھتا ہے ان الغالب ان متی کتبہ فی اللسان الیونانیہ الخ یعنی غالب گمان ہے کہ متی نے بھی یونان میں لکھا تھا۔ حالانکہ اس کا یہ ظن محض غلط ہے دیکھو "انسائیکلو پیڈیا" جس میں لکھتا ہے کہ انجیل متی عبرانی یا سریانی اور کلدانی کے درمیان میں تھی قدماء مسیحیہ اور بہت سے متاخرین بھی اسبات کے قائل ہیں کہ عبرانی زبان میں تھی لیکن اسوقت مترجم۔ سند ترجمہ

احوال مترجم ۔ سب مجہول ہیں ۔ اصل کتاب کی اندرونی حالت کسقدر ناگفتہ بہ ہے اسپر ابھی بالتفصیل بحث کی جائیگی یہاں چلتے چلاتے ایک ضروری بات یہ بھی سن لیجئے کہ فاضل نورٹن جیسے شارح انجیل نے انجیل متی کے دو بابوں کو بمقابلہ لوقا غیر صحیح بھی بتلایا ہے اور لکھا ہے کہ باب اول و دوم متی کی تصنیف نہیں ۔ دوسری کتاب "انجیل مرقس" ہے جس کو شمعون پطرس کے شاگرد "مرقس ہارونی" نے عیسی علیہ السلام کے آسمان پر چلے جانیکے بائیس سال بعد بمقام انطاکیہ یونانی زبان میں تقریباً چوبیس اوراق میں لکھا تھا محققین علماء مسیحیہ کے نزدیک یہ کتاب بھی بہت کچھ رطب و یابس کا مجموعہ ہے فاضل "جیردم" لکھتا ہے ۔ انجیل مرقس کے آخری ابواب میں متقدمین کو بہت شک تھا محقق "نورٹن" اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۳۷ء کے ضـ پر لکھتا ہے کہ انجیل آیتہ ۹ سے لیکر آخری ابواب تک نہایت مشتبہ ہے بہت غالب ظن ہے کہ کاتبوں نے اس کا اضافہ کردیا ہو فرقہ پروٹسٹنٹ کا معتبر عالم "مکر یلخ" ان ابواب کو الحاقیہ مانتا ہے ۔ تیسری کتاب "انجیل لوقا" ہے جسکو شمعون پطرس کے تلمیذ لوقا طبیب نے بزبان یونانی انجیل مرقس کے بعد بمقام انطاکیہ تقریباً اٹھائیس ورقوں میں تصنیف کیا تھا اگرچہ مقدمہ کتاب میں واقعات کی پوری صحت اور سچے واقعات کے اندراج کا وعدہ کیا گیا ہے مگر بقول فاضل نورٹن یہ کتاب بھی مبالغہ آمیز واقعات اور شاعرانہ تخیلات سے خالی نہیں یہانتک کہ صدق و کذب میں فی زمانہ تمیز مشکل ہے ۔ یہ کتاب بھی کامل طور پر سند صحیح مصنف تک پہنچنے میں ناقص رہجاتی ہے بقول فاضل جیردم اس کے دو باب بعض فرقوں کے اصل نسخہ میں موجود نہیں ہیں نیز اسکی بعض آیات میں متقدمین کو بھی شک تھا چوتھی کتاب "انجیل یوحنا" ہے جسکو مسیح علیہ السلام کے شاگرد یوحنا ابن سیذای نے آپ کے آسمان پر چلے جانیکے چونسٹھ پینسٹھ سال بعد بزبان یونانی شہر اشنیہ میں تقریباً چوبیس اوراق میں تصنیف کیا تھا اس کتاب کے متعلق بھی معرکتہ الآرا اختلاف ہے فاضل استادلن لکھتا ہے کہ یہ کتاب مدرسہ اسکندریہ کے بعض طلبہ کی تصنیف ہے محقق "برطشنیدر" لکھتا ہے کہ انجیل یوحنا اور جتنے رسائل یوحنا کی طرف منسوب ہیں سب قرن ثانی کی تصنیفات ہیں سے ہیں کسی نے یوحنا کی طرف منسوب کر دیا ہے ہمارا شک بہت ہی قوی ہو جاتا ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ قرن ثانی میں جب انجیل یوحنا سے انکار کیا گیا تو باوجودیکہ یوحنا حواری کے تلمیذ خاص "پولیکارپ" کا شاگرد رشید "ارینیوس" موجود تھا مگر منکرین کے مقابل میں اس نے کبھی نہیں کہا کہ ہم نے اپنے استاد "پولیکارپ" سے سنا ہے کہ یہ انجیل یوحنا کی کتاب ہے الغرض یہ مجموعہ اناجیل تقریباً ایک ایکسو چھ اوراق میں منحصر ہے جو عیسائیوں کے یہاں اناجیل اربعہ کے نام سے مشہور ہے اور جن کے متعلق ان کا دعوی ہے کہ ملائکہ سماوی اور روح القدس کی امداد سے تصنیف کی گئی ہیں حالانکہ بقول پادری فریج ان میں تیس ہزار غلطیاں اور ان کی چار پانچ آیات بھی محرف ہیں ۔ مسلمانو! غور کرنیکا مقام ہے سو اوراق کی کتاب میں تیس ہزار اغلاط ... کے باوجود کیا کتاب کی صحت کا تصور بھی مراق اور ہذیان پر محمول نہ ہوگا ۔ نیز عیسائیوں کے یہاں یہ اناجیل دینیات کی کتابیں نہیں مانی گئی ہیں اور نہ ان میں احکام شرعیہ اور مسائل شرعیہ سے بحث ہی کیگئی ہے بلکہ تاریخی کتابیں ہیں جن میں مسیح علیہ السلام کے واقعات زندگی مجامع اور مجالس میں تبشیر و انذار کیلئے پہنچنا تلامذہ اور اتباع کو قبائل بنو اسرائیل کی طرف وعظ و تبلیغ کے لئے روانہ کرنا ۔ بڑے بڑے معجزات خوارق للعادات کا دکھلانا ۔ محموم ۔ مفلوج ۔ مجذوم ۔ مادر زاد اندھے کو شفا دیدینا مردے کا زندہ کردینا وغیرہ وغیرہ واقعات مذکور ہیں اس دعوی تاریخی کا ثبوت مقدمہ انجیل لوقا اور خاتمہ

انجیل یوحنا سے بھی ملتا ہے اس مختصر تقریر اور اجمالی تمہید کے بعد ہم کتب اربعہ کے باہمی مناقضات اور ان کے مصنفین کے خیالات کی پریشانی کا تذکرہ کرینگے جس سے ہمارے ناظرین ان کی لیاقت وقابلیت کا اندازہ لگاتے ہوئے انکی مصنفات کی حقیقت سے بھی واقف ہوجائینگے اور ان کی اصلی قدر وقیمت بھی واضح ہوجائیگی چونکہ متی لاوانی ان کے نزدیک ایک معصوم رسول ہیں جن کا مرتبہ سیدنا موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اور نیز دیگر انبیا علیہم السلام سے بھی بڑھکر ہے اسلئے پہلے انہی کے مناقضات پر تبصرہ کیا جاتا ہے وباللہ التوفیق۔

انجیل متی مترجمہ یونانیہ میں کتاب میلاد یسوع المسیح بن داؤد بن ابراہیم کے عنوان سے باب منعقد کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ مصنف سیدنا مسیح علیہ السلام کا نسب نامہ بیان کرنا چاہتا ہے حالانکہ جو وقت نسب نامہ دیکھا جاتا ہے تو روز روشن کی طرح واضح ہوجاتا ہے کہ درحقیقت یہ نسب نامہ یوسف نجار کا ہے مسیح علیہ السلام کا اس نسب نامہ میں کوئی دخل نہیں اور ہو بھی کیونکر سکتا ہے حالانکہ ان کے زعم میں مسیح علیہ السلام الٰہ ابن الالٰہ ہیں جو زوجۂ الٰہ مریم بتول سے پیدا ہوئے تھے (نعوذ باللہ) اس صریح غلطی کے بعد "متی" اور "لوقا" کے چند اختلافات پیش کئے جاتے ہیں تناقض (۱) متی مسیح علیہ السلام کو سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی نسل سے لکھتا ہے اور لوقا ناثان بن داؤد کی اولاد سے بتلاتا ہے (۲) بقول "متی" مسیح کے تمام آباء داؤد علیہ السلام سے لیکر سب کے سب مشاہیر سلاطین میں سے تھے اور لوقا ناثان و داؤد کے علاوہ کسی کو مشہور نہیں مانتا (۳) متی شالتی ایل کو یوخانیا کا بیٹا بتاتا ہے اور "لوقا" "نیری" کا فرزند کہتا ہے (۴) "انجیل متی" میں ابن زور کا نام ابیہود مذکور ہے اور انجیل لوقا میں اسی کا نام "ریسا" بتلایا گیا ہے یہاں پر سخت حیرانی ہوتی ہے ان کے اس اختلاف اور کذب بیانی پر کیونکہ اخبار الایام کے باب ثالث میں ابن زور کا نام صاف لفظوں میں "بابل" لکھا ہے "ابیہود" اور "ریسا" کا نام ونشان تک نہیں (۵) "متی" کے بیان کے مطابق مسیح اور داؤد علیہ السلام کے درمیان چھبیس وسائط پیدا ہوتے ہیں اور حسب بیان لوقا اکتالیس معلوم ہوتے ہیں (۶) متی نے یوسف نجار کو یعقوب کا بیٹا بتلایا ہے اور لوقا نے "ہالی" کا فرزند لکھا ہے مشتے نمونہ از خروارے یہ چند ایسے اختلافات پیش کردیئے گئے ہیں جن کے درمیان توفیق وتطبیق دینے سے اکابر علماء مسیحیہ حیران وششدر ہیں چنانچہ جو وقت ان دونوں انجیلوں کی اقصائے عالم میں نشر واشاعت ہوئی ہے تو اجلہ مسیحیہ ان اختلافات کی توجیہات رکیکہ کرتے ہوئے اپنے عجز ودرماندگی کا اقرار لیتے ہیں مسٹر ہارمری اپنی کتاب کے ج۲ ص۳۱ پر لکھتا ہے "وتعلیم کل ذی علم ان متی ولوقا اختلفا فی بیان نسب الرب اختلافاً فاحشاً المحققون من القدماء والمتاخرین الخ" یعنی متی اور لوقا کے اختلاف بیانی پر متقدمین متاخرین اور بڑے بڑے محققین حیران ہیں ان کا یہ اختلاف کوئی لفظی اختلاف نہ تھا بلکہ ایک معنوی اختلاف تھا جس کی وجہ سے فاضل اکھارن محقق کیسر اور دی نروفرش جیسے دیگر فضلاء مسیحیہ نے توفیق وتطبیق سے اظہار عجز کیا ہے۔ آدم کلارک جیسا فاضل شارح "انجیل لوقا" کے باب ثالث کی شرح لکھتے ہوئے چند توجیہات باردہ ذکر کرنیکے بعد مسٹر ہارمری کا مذکورہ بالا عذر نقل کرکے اپنی عاجزی کا اقرار کرتا ہے آج کی اس معمولی فرصت میں انہیں چند تناقضات پر بس کرتے ہوئے آپ کی تفریح طبع کیلئے علماء مسیحیہ کی اختلاف ۶ کے متعلق ایک مشہور توجیہ نقل کرکے اس کے جواب کی طرف آپ کو توجہ دلاتا ہوں بغور ملاحظہ فرماتے ہوئے دقت نظر سے کام لیں۔ مسیحی علماء ظواہر کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ متی لاوانی نے یوسف نجار کا نسب نامہ لکھا ہے اور لوقا طبیب نے مریم علیہا السلام کا نسب نامہ بیان کیا ہے۔ اور انہیں ہالی کی لڑکی بتلایا ہے ہاں چونکہ ہالی کے کوئی فرزند نہ تھا اسلئے ہالی کے داماد یوسف نجار کو اسی کی طرف منسوب کردیا گیا اور ہالی کے سلسلہ نسب میں لکھ دیا گیا (جیسا کہ لوقا کا قول گذر چکا) گویا یہ اسناد مجازی ہے ورنہ درحقیقت یوسف نجار تو یعقوب کا بیٹا اور سلیمان